

یادگاری اشاعت بہ سلسلہ 131 واں یوم وفات

# فیضیہ

(رسالہ مفیدہ در فن مناظرہ)

مصنفہ

ادیب الہند مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ

بانی صدر شعبہ عربی، اورینٹل کالج، لاہور

(متوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء)

ناشر

محمد رضا الحسن قادری

دارالاسلام

8-C پہلی منزل محی الدین بلڈنگ، داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور، پنجاب - پاکستان

darulislam21@yahoo.com +923219425765

www.facebook.com/Razaulhassan Qadri

تجری عیون العلم من بیت علوم کھاتے  
سالت عیون الماء فی الفجاء من لجا لھا

الحمد للذوالمنہ کہ رسالہ مفیدہ در فن مناظرہ

## فیضیہ

جسکو فاضل کامل النصاب مولوی فیض الحسن صاحب  
مدرس اول عربی کالج علوم مشرقی لاہور واسطی سہولیت اسید دان  
امتحان مولوی فاضل کے تالیف کیا اور بحکم واجب الذرعان جتا

ڈاکٹر جی ڈبلیو لٹیر ضنا بہاؤ

رجسٹرار و ہانی سبانی بیت العلوم پنجاب کے بہار مارچ ۱۳۳۸ھ

مطبع انجمن پنجاب لاہورین  
باہتمام کارپرواز ان طبع ہوا



## عرض ناشر

دار الاسلام کے مقاصد قیام میں ایک مقصد عظیم بل کہ اعظم المقاصد تراش علیہ اسلام کا احیا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی توفیق و نصرت اور ادارہ کی سعی سے اب تک دو درجن کے قریب نوادر کی اشاعت نو کو ممکن بنایا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ الذہب میں سر دست کم و بیش یک صد نایاب یا کم یاب کتب و رسائل شامل ہو چکی ہیں، جنہیں یکے بعد دیگرے منصف شہود پر لایا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ و تبارک۔

اکابر اسلام کی کتب نادرہ کی طباعت نو میں ہمارے پیش نظر چند عزائم ہیں:

۱- وہ نادر کتابیں جن کی علمی، تحقیقی، ادبی، فنی، تاریخی یا کسی بھی طرح کی حیثیت مسلم ہے، اُن کو اعلیٰ معیار طباعت پر پیش کیا جائے۔

۲- وہ افاضل و اہم اشخاص جن کا پایہ علمی دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے اور ان کی کوئی کتاب مارکیٹ میں دست یاب نہیں ہے، اُن کی کوئی ایک تصنیف (جو بھی میسر آجائے) مع مختصر تعارف شائع کرنا جس سے ان کی شخصیت کا اجمالی خاکہ قاری کے سامنے آجائے۔

۳- ایسی ہی قد آور شخصیات کہ جنہوں نے کسی ایسے فن میں تصنیف کی ہو جس میں ان کی شہرت نہ ہو اور وہ عام طور سے اہل علم کی نظروں سے اوجھل ہو، ایسے بدائع کو منظر عام پر لانا۔

۴- کوئی اہم حوالہ جاتی دستاویز اگرچہ نئی کتابت کے ساتھ چھپ چکی ہو، مارکیٹ میں موجود بھی ہو، لیکن اس کے مطبوعہ نسخے کی صحت و ثقاہت کا معیار مشکوک ہو، اُس کے اولین یا بعد والے کسی معتد و اصح نسخے کی عکسی اشاعت کرنا۔

۵- کچھ عرصے سے بعض لوگوں نے شخصیات کو ہتھیانے کا دھندا شروع کر رکھا ہے، غیر متنازعہ شخصیات کے مسلک و عقیدہ کے ساتھ ساتھ تاریخ کو بھی مسخ کرنے کے لیے ان کی کتب میں تحریفات کا کاروبار جاری ہے۔ ایسی ستم رسیدہ شخصیات کے قلمی یا ان کی زندگی میں مطبوعہ آثارِ علمیہ کو بہ صورت عکس شائع و ذائع کرنا، تاکہ تاریخ اور کا قبلہ درست رہ سکے۔

حضرات! یہ کام ایک ادارے کا نہیں، بل کہ پوری جماعت کا ہے۔ اس قسم کے علمی کاموں کے لیے ریاست کی سرپرستی ناگزیر ہے، جب کہ ایسا کوئی اتفاق نہ ہو تو ہم مذہب ارباب ثروت کی سب سے زیادہ حق داری اور ذمہ داری ہے کہ وہ اس قبیل کی غیر رسمی مساعی میں درود دل، خلوص نیت اور فوری شوق کے ساتھ اعانت فرمائیں، تبھی اس شعبے کا ترقی کی منازل طے کر پانا ممکن ہوگا، ورنہ چند روزہ مشقت کے بعد وہی حشر ہوگا جو ہماری دوسری سرگرمیوں کا ہوتا ہے، یعنی اس تاب ناک روایت کا بھی دم ٹوٹ جائے گا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

فیضان نور علم

امام اعظم علی الاطلاق مؤسس فقہ حنفی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رحمۃ اللہ  
امام المتکلمین صحیح عقائد المسلمین ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی رحمۃ اللہ  
غوث اعظم شیخ طریقت حضرت سید محمد الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ  
امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ  
برکتہ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ  
شیخ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ

میر مجلس

ناشر ملت اسلامیہ، محدث عصر، محقق عبقری، سماتہ الشیخ

علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ

دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

مجلس دریافت کنندگان نوادر علمیہ

سید محمد عبداللہ قادری، محمد سہیل احمد سیالوی، محمد عثمان رضوی، میثم عباس رضوی  
فیصل خان رضوی، محمد ثاقب رضا قادری، محمد فاروق عطاری، محمد ابرار عطاری، محمد طارق

صاحب الارشاد مؤسس و مدیر ناظمۃ الامور

مفتی غلام حسن قادری	محمد رضا الحسن قادری	النعم شہزادی (ایم فل سال)
---------------------	----------------------	---------------------------

ضابطہ و دستور

سلسلہ مطبوعات: 24، طبع: جمادی الاولیٰ 1435ھ / مارچ 2014ء، قیمت: 30 روپے NET



## ادیب الہند مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ

### از: - محمد رضا الحسن قادری

حضرت مولوی فیض الحسن ۱۲۳۲ھ/۱۸۱۶ء کو سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ آپ قرشی النسب تھے۔ والد کا نام خلیفہ علی بخش، دادا کا خدا بخش، پردادا کا قلندر بخش اور والدہ کا فیض النساء تھیں۔

ابتدائی درسی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں آزرہ دہلوی سے ادبیات اور امام حکمت و کلام علامہ فضل حق خیر آبادی سے معقولات کی تحصیل کی۔

حضرت شاہ احمد سعید مجددی سے حدیث پڑھی اور اخون صاحب ولایتی سے سند فراغ حدیث حاصل کی۔ مولانا امام بخش صہبائی سے مشق سخن کی۔ مرزا غالب، استاد ذوق، حکیم مومن، نواب شیفتہ سے صحبت رہی۔ طبیب شاہی حکیم امام الدین سے طب سیکھی۔ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔ آپ مسلک احنیٰ اور مذہب احنفی تھے۔

۱۷ اکتوبر ۱۸۷۰ء کو اورینٹل کالج لاہور میں شعبہ عربی کے پروفیسر پھر بانی صدر مقرر ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری، سر سید احمد خان، علامہ شبلی نعمانی، خواجہ الطاف حسین حالی، مولانا اصغر علی روٹی، مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹوکی، مولانا وحید الدین سلیم، مولوی محمد اسماعیل میرٹھی، اور مولانا حمید الدین فراہی جیسے نام ور حضرات ہیں۔

مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا غلام محمد بگوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد حسین آزاد آپ کے معاصرین میں سے تھے۔

تصانیف میں تعلیقات علی تفسیر الجلالین، حل ایات بیضاوی، تحفہ صدیقیہ (شرح حدیث اُم زرع)، فیضیہ (در فن مناظرہ)، الفیضی (شرح دیوان حماسہ)، ریاض الفیض (شرح سبع معلمات، عربی، فارسی، اردو)، حاشیہ عروض المفتاح، دیوان الفیض (عربی)، نسیم فیض (دیوان فارسی)، گلزار فیض (دیوان اردو) مطبوع ہیں۔ اور قرابادین فیضی، فیض القاموس، شرح تاریخ تیموری، ضوء المشکاۃ، اختصار ایالاتی مخطوط ہیں۔ ان کے علاوہ دیوان حسان بن ثابت کی ترتیب، ڈاکٹر جی. ڈبلیو. لائٹر (پرنسپل اورینٹل کالج) کی کتاب ”سنین اسلام“ کی تالیف میں

معاونت، مولانا محمد عبدالسمیع بیدل رام پوری کی کتاب ”انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ“ پر تقریظ نیز اورینٹل کالج کے ماہ وار عربی مجلہ ”شفاء الصدور“ کی کئی سال ادارت کرتے رہے۔ سر سید کی شائع کردہ فارسی کتابوں ”تاریخ فیروز شاہی“ اور ”تزک جہاں گیری“ کی تصحیح و ترتیب زیادہ تر آپ کی علمی کاوش کی مرہون منت ہے۔ سائنٹفک سوسائٹی (غازی پور)، علی گڑھ اور ادارہ تحقیق و تصنیف (اورینٹل کالج) میں ترجمہ اور نظامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حکومت وقت نے علمی خدمات کے اعتراف میں آپ کو ”شس العلما“ کا خطاب دیا۔

حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ دو شادیاں کیں۔ دو صاحب زادے رشید احمد اور سعید احمد تھے۔ مولوی رشید احمد کے بیٹے مولوی نصر العزیز قریشی تھے، جن کے پاس دادا کی کتابوں کے قلمی نسخے موجود تھے۔

آپ کی وفات ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ/۶ فروری ۱۸۸۷ء کو لاہور میں ہوئی۔ وصیت کے مطابق سہارن پور کے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔

علامہ شبلی نعمانی نے وفات پر نہایت دل گداز فارسی مرثیہ لکھا۔ سید سلیمان ندوی کہتے ہیں: ”مولانا اس پایہ کے ادیب تھے کہ خاک ہند نے صدیوں میں شاید ہی کوئی اتنا بڑا امام الادب پیدا کیا ہو۔“

(حیات شبلی، ص ۸۰؛ بہ حوالہ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، ص ۱۷۲ - مکتبہ نبویہ، لاہور ۲۰۱۳ء)

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی ندوی نے لکھا ہے:

”کان من اعاجیب الزمان ذکاء و فطنة و علماء لم یکن فی عصرہ اعلم منه بال نحو و اللغة و الاشعار و ایام العرب و ما یتعلق بہا متوفرا علی العلوم الحکمیة... و انتہت الیہ رئاسة الفنون الادبیة۔ لہ مصنفات جلیلة متمتعة۔“

(نزهة الخواطر و بهجة المسامع و النواظر ۸/۳۶۶ - اصح الطابع، کراچی ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)

محمد یحییٰ تنہا نے کہا ہے:

”مولوی فیض الحسن صاحب اس زمانہ کے اصمعی اور ابوتمام سمجھے جاتے تھے۔ ہندوستان کے تمام دورہ اسلامی میں قاضی عبدالمتقدر کے سوا یہی ایک فرد ہے جو عربی شاعری کا صحیح مذاق رکھتا تھا۔“ (سیر المصنفین، جلد دوم صفحہ ۳۰۵؛ بہ حوالہ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، ص ۱۷۶)



# فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
8	نقض	2	مقدمہ
9	شاہد	2	مناظرہ
9	معارضہ	3	مجادلہ
11	مصادرہ	3	مکابرہ
11	سائل	4	مدعی
12	مجازات مع الخصم	4	دعویٰ
12	توجیہ	5	معرف
12	غصب	5	نقل
13	مقاصد	6	تصحیح نقل
13	مقصد اول	6	دلیل
15	مقصد دوم	6	تنبیہ
16	مقصد سوم	6	تقریب
17	مقصد چہارم	7	تعلیل
20	مقصد پنجم	7	علت
26	مقصد ششم	7	ملازمہ
28	مقصد ہفتم	7	منع
34	مقصد ہشتم	8	حل
36	مقصد نہم	8	مقدمہ
39	خاتمہ	8	سند

# یافتاح

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ و رسول کی حمد و ثناء کے بعد جو سارے مسلمانوں پر واجب ہے ستر قدم  
 بیشعوری فیض بہار پوری بھگوارش کرتا ہے کہ از بسکہ ہماری مدد سے  
 یعنی بیت العلوم لاہور کے سالانہ امتحان میں فن مناظرہ کے سوال ہی  
 آئے تھے اور طالب علموں کو اونکے جوابوں میں تھوڑی بہت دشواری  
 پیش آئی تھی اسلئے کہ برتاؤ ان مسئلوں کا بہت کم ہے تو میں نے حکم ضبط  
 والا مقدار ڈاکٹر لیٹنر صاحب کے ایک چھوٹا سا رسالہ اس فن میں لکھا  
 اور ضروری بحثوں کو اس میں درج کیا اور نام اس کا فیض رکھا چنانچہ یہ  
 رسالہ ایک مقدمہ اور چند مطلوبوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ میں  
 علم کی تعریف اور موضوع اور غایت اور اقسام بحث اور اصطلاحوں کا  
 بیان ہے اور خاتمہ میں وہ باتیں لکھی ہیں جو فریقین کو مناظرہ کی وقت



میں چاہتے ہیں اور یہ بات کھلم کھلا کہتا ہوں کہ میں اس فن سے بخوبی واقف نہیں ہوں اگر خدا خواست کہ میں بہول چوک ہو جاؤں تو معافی کا مستحق ہوں باقی رہی چشم عنا و سو علاج اوسکا کسی کے قبضہ میں نہیں بیت چشم پاندیش کہ برکنده باد و عیب نماید ہنرش در نظر علاوہ اسکے واقف فن کا سکوت بھی حسد سے کچھ کم نہیں اگرچہ انڈیا رسائی میں پہلی بات نہیں ہو چکا ہے این کہ مے گویم ہمہ حال من بہت

### مقدمہ

مناظرہ ایک ایسا علم ہے جس میں بحث کے سقم و صحت سے بحث کی جاتی ہے اور وہی اوسکا موضوع ہے اور اوسکی غایت یہ ہے کہ شبائش کی طریق صائب سے نہ چوگے کہ اپنے مطلب کو نہ پھونچے بحث کی تین قسمیں ہیں ایک مناظرہ اصل لغت میں باہم نظر کرنے اور باہم نظیر ہونیکو کہتے ہیں اور اصطلاح میں یہ ہے کہ دو آدمی یا زیادہ کسی حکم خیر کی چھان بین بنائیں غرض تو چھ کرین کہ جو بات اوس میں ٹھیک ٹھیک ہو وہ بخوبی ظاہر ہو جاوے خواہ وہ توجہ بظاہر ہووے جیسے مشائیر میں ہوتے تھے یا بحسب باطن ہووے جیسے کہی اشراقیوں میں ہوتے تھے اور خواہ وہ دونوں فریق ایک وقت میں ہووین جیسے آجکل

کہیں واقع ہووے یا آگے پیچھے ہو جیسے چچا اگلے پراغراض کرین اور خواہ وہ حکم خبری حملے ہو یا اتصال کے یا انفصال کے ہو یا سب سے صحیح ہو یا ضعیف ہو جیسے کہ توفیقوں میں ہوتا ہے چنانچہ تفصیل اوسکی آگے آدگی اور خواہ دونوں فریقوں کی غرض اظہار صواب ہو جیسے کہ جمہور کا مذہب ہے یا منجملہ اوسکے کسی فریق کے وہ غرض ہو جیسے کہ بعضوں کا قول ہے مگر ہا مناظرہ کا اطلاق اس قسم پر ہاں لڑا ہے کہ مناظرہ اشرف ہوا و اوسکی نسبت کے لئے بھی بہت ہے کہ اوسے کو نام سے یہ علم نامی گرامی ہوا۔

مجاولہ

دوسری قسم مجاولہ ہے وہ لغت تحت حرف و مت کا نام ہے اور اصطلاح میں اوس جھگڑے کو کہتے ہیں جس میں صرف یہ غرض ہوتی ہے کہ طرف بمقابل کو الزام فاضل دیوے اگر وہ سایل ہے یا اوسکے الزام سے محفوظ رہے اگر وہ عجیب یا بچہ دونوں باتیں مرکوز خاطر ہووین عام اس کے فریقین کا مقصود واحد ہو یا مختلف ہو مثلاً ایک مناظرہ ہوا کہ ایک مجاولہ ہو یا مکابر ہو مگر جب کہ کوئی مناظرہ ہوگا تو اب اس بحث و مباحثہ کو بیا بحث شرافت مناظرہ کے مناظرہ بھی کہہ سکتے ہیں جیسے کہ بعضوں نے کہا ہے ہاں جب فریق ثانی مکابر ہوگا تو یہ قسم مجاولہ ہے اسلیو کہ مجاولہ مکابرہ سے شرافت ہو تیسری قسم مکابرہ ہے اور وہ لغت میں طرالی جٹائے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ مباحثہ ہے جس میں یہ منظور



ہنہن ہونا کہ الزام دین یا الزام سے بچین یا ٹھیک ٹھیک بات چہاویز  
بلکہ صرف لڑنا جھگڑنا سرگوز خاطر نہ ہوئے عام اس سے کہ کچھ دو لو کا مطلب  
بھی ہووے یا کسی ایک کا مگر جب کہ کوئی فریق اور میں سے یہ چاہے کہ  
صواب واضح ہووے تو اب بقول بعضوں کے کچھ مناظرہ گنا جاوے گا  
اور حق یہ ہے کہ یہ تینوں قسمیں باہم متباہین ہیں مدعی لغت میں دعویٰ  
کرنے والے کو کہتے ہیں اور یہاں وہ کوئی ہے جو کسی حکم خبری کی  
صدق و صحت کا دعویٰ کرے پھر اگر وہ نظری ہووے تو دلیل اور سپر  
لاوے اور اگر بدیہی غیر اولے ہو تو تنبیہ کے ذریعہ سے اس کی خفا  
کو اوٹھاوے اور بخوبی زایل کرے اور جب کہ وہ دلیل لاوے تو اگر  
دلیل الٰہی سے کام اپنا نکالے تو اس کو مستدل کہتے ہیں اور اگر اول  
دلی کو کام میں لاوے تو اس کو معلل بولتے ہیں دعویٰ وہ قضیہ ہے  
جس کا حکم کما اثبات یا اظہار اس کو پیش کرنیوالے کو منظور ہووے اور  
بحسب اختلاف اعتبارات اس کو نتیجہ اور مطلوب اور مسئلہ اور بحث  
اور قانون اور خبر اور مقدمہ بھی کہتے ہیں مگر مطلوب عام ہے  
تصوری تصدیقے و نو کو شامل ہے معرف اصل میں بتانے جانا  
والے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں نام اس کا ہے جو کسی اسم کے  
شرح یا کسی موجود نفس الامری کی حقیقت کو بتاوے اور کچھ تعریف اور

مدعی

دعویٰ

معرف

حقیقی کہلاتی ہے اور مفاد اس کا ایک ایسے شے کا تصور ہے جسکی وجود  
واقع کا علم حاصل ہے اور غیر حقیقی کی دو قسمیں ہیں ایک اسی جس کا مفاد  
ایسی شے کی نفس مفہوم کا ابتدائی تصور ہے جسکو وجود و عدم سے چھب  
بحث ہنہن اور دوسری قسم لفظ ہے جس کا مفاد اتفاقات ثانی ہے کہ بتا  
والا پوچھنے والے کو یاد دلادیتا ہے اور شمر طرہ یہ ہے کہ تفسیر لفظ  
مسئول کی اچھی اور راجح ہووے تاکہ سبیل مشروعت اور کل سبب  
تعریف کے منطق کی کتابوں میں مذکور ہے نقل اصل لغت میں کسی شے  
کے ایک جگہ سے اوٹھا کر دوسری جگہ لچکانے کو کہتے ہیں اور  
وہ اصطلاح میں بھی کہتے ہیں فریقین کے کوئی فریق اپنی کلام میں ایسے  
کسی کے قول کو بلفظ یا بالسنہ نقل کرے جو فریق ثانی کے  
نزدیک مقبول مسلم ہووے خواہ وہ ناقر کے نزدیک بھی مسلم ہو یا  
نہ ہو جیسے کہ دلیل الزامی میں واقع ہوتا ہے نظر سربین مقلدون کو  
چاہئے کہ غیر مقلدون کے مقابلہ میں کسی امام کے قول کو نقل نہ کریں  
اس لئے کہ وہ کام کے قایل ہنہن ہیں یا ان غیر مقلد اگر الزام دینا چاہیں تو  
مقلدون کے پیشواؤں کے قول اوکے مقابلہ میں پیش کریں مگر خصم کا  
الزام و اسکاات اس وقت متصور ہو سکتا ہے کہ قول منقول کے  
وہی معنی نزدیک اس کے بھی صحیح و مسلم ہووین جو ناقل سمجھ رہا ہے

نقل



اور نقل کے شرط یہ ہے کہ نقل کرنیوالا کہل نہ کہلائے کہے کہ فلا نے حکیم یا  
اوس امام نے مثلاً یہ فرمایا ہے اور کچھ فرمودہ اوسکا ہے تاکہ -  
انتباس نہ ہو جاوے تصحیح نقل اصطلاح میں یہ ہے کہ نقل کرنیوالا قول منقول  
کو قایل تک پہنچا دے یعنی اگر وہ جتنا جاگتا ہووے تو اوسکا مقابلہ  
کراوے اور اوس سے تصدیق اوسکی چاہئے اور اگر وہ زندہ نہ ہو اور  
قول منقول اوسکا کہین لکھا ہوا ہووے تو وہ دکھلاوے دلیل اصل  
میں راہ بتانے والے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں دعویٰ کی مثبت یا ختم  
کی ملزم کا نام ہے اول کو تحقیقے اور دوسری کو الزامی بولتے ہیں اور یہ  
قسم مسلمات ختم سے بنائی جاتی ہے اور تمام اقسام اوسکی منطق کے  
کتبوں میں مذکور ہیں اور کچھ ملزوم یقین کو دلیل اور ملزوم ظن کو امارت  
بفتح ہمزہ کہتے ہیں خواہ جو اس ملزوم کا بجائے خود یقینی ہو یا ظنی ہو  
اور اب قیاس کو دلیل اور تمثیل اور استقراء کو امارت بھی کہہ سکتے ہیں تنبیہ  
لغت میں غمید سے جگانی کو کہتے ہیں اور اصطلاح قوم میں اوس بیان کا  
نام ہے جو بدیہی ختم کے خفا کو دور کرے جیسے کوئی ثبوت حقائق محسوس  
کا دعویٰ کرے اور کچھ کہے کہ وہ ثابت ہیں اسلئے کہ ہم اوکو آنکھوں سے دیکھتے  
ہیں اور تنبیہ حقیقت میں مظہر ہوتی ہے نہ مثبت اسلئے کہ نظری اثبات  
کی محتاج ہوتی ہے نہ بدیہی غیر اولے تقریب لغت میں نزدیک کرنیکو

تفہیم نقل

دلیل

تنبیہ

تقریب

کہتے ہیں اور اصطلاح میں یہ ہے کہ مسئلہ اپنی دلیل کو ایسے عمدہ طور سے  
چلاوے کہ مطلوب بعید نہ ہووے مثلاً اگر کوئی مدعی کسی شئی کے  
النسان ہونیکا دعویٰ کرے اور یوں کہے کہ مجھ شئی انسان ہے  
اسلئے کہ وہ حیوان ہے تو یہ دلیل اوسکی دعویٰ کو مستلزم نہوگی اور  
کہا جاوے گا کہ تقریب نام نہیں تفہیم لغت میں کئی معنوں میں مستعمل ہے  
اور یہاں کسی شے کی پوری علت جتانے کا نام بھی چنانچہ جتانے والو  
کو مسلل کہتے ہیں اور اوسکی دلیل کو لے بولتے ہیں جیسے کوئی حکیم  
خاص کی کردی ہونے کی علت یہ بتا دی کہ وہ بسیط ہیں علت لغت  
میں سبب کو کہتے ہیں قال فی القاموس ہذہ علتہ امی سببہ اور  
اصطلاح میں اوسکو کہتے ہیں کہ شے اپنی ماہیت میں یا وجود میں محتاج اوسکی  
ہووے اور یہ تعریف بسیط کے خارجی اور مرکب کے داخلے خارجی -  
علتوں کو شامل سے ملازمۃ باہم چپان ہونی کو کہتے ہیں اور  
اصطلاح میں یہ ہے کہ ایک حکم دوسری حکم کا مقتضی ہووے چنانچہ  
پچھلے کو ملزوم اور مقتضی اسم فاعل اور دوسری کو لازم اور مقتضی لصیغہ  
اسم مفعول کہتے ہیں اور یہ اقضاء عام ہے اس سے کہ واقعی ہو یا  
ظنی جیسے کہ شرطیات میں پایا جاتا ہے منع لغت میں روکنو کہتے  
ہیں اور اصطلاح میں یہ ہے کہ دلیل مدعی کی کسی مقدمہ صغریٰ یا

تفہیم

علت

ملازمۃ

منع



کبری کو نہ مانے اور اوس سے دلیل اوس کے طلب کر می غرض کہ باین طور  
خاص اوسکی دلیل کو چلنے نہ دے اور اوسکو مناقضہ اور نقض تفصیل  
کے کہتے ہیں اور لفظ اوسکی بچہ ہیں کہ ہم اس مقدمہ کو نہیں مانتے یا یہ  
یہ مقدمہ ممنوع یا غیر مسلم ہے حل لغت میں گرہ کھولنے کو کہتے ہیں اور  
اصطلاح قوم میں یہ ہے کہ مجب اپنی معترض کے اعتراض میں موضع  
غلطی کو جتاوے اور اس میں اور منع میں یہ فرق ہے کہ وہ مجب کی جانب  
سے ہوتا ہے اور منع سائل کے جانب سے ہوتی ہے اور اوس میں موضع  
غلطی کا جتانہ مقصود ہوتا ہے اور منع میں یہ غرض ہوتی ہے کہ  
مدعی کی دلیل مخدوش ہے مقدمہ لغوی ہے اوسکو معروف  
اور پیش پا افتادہ ہیں اور اصطلاح میں وہ ہے جسے دلیل کار امت  
درست ہونا موقوف ہووے خواہ وہ دلیل کا جز ہووے جیسے  
مخبری یا کبری یا شرط ہووے جیسے مخبری کا ایجاب اور کبری کی  
کلیت شکل اول میں مثلاً سند اصل میں تکیہ اور سہار کی کہتے  
ہیں اور اصطلاح میں نام اوسکا ہے جو منع کی تائید و تقویت کو لئے  
لائے جتاوے واقع میں سفید ہو یا نہ ہو اور اوسکو مستند بھی کہتے ہیں  
اور لفظ اوسکو نہیں کہ لایحور یعنی کیوں جائز نہیں اور کیف لاینے کیونکر  
جائز نہ ہو و الحال نہ کہ لکھنے اور حال یہ کہ وہ ایسا ہی نقض اصل لغت

صل

مقدمہ

سند

نقض

میں توڑنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں یہ ہے کہ مدعی کی دلیل ایسے  
شاید کے ذریعے سے توڑے جاوے جو واقعہ میں متحقق ہووے اور یہ  
جتاوے کہ دلیل مذکور کا مدلول اوس سے متخلف ہے یعنی وہاں  
دلیل پایا جاتی ہے اور مدلول اوسکا نہیں پایا جاتا یا اگر مدلول اوسکا  
متحقق ہووے تو یہ محال لازم آتا ہے جیسے جب کوئی مدعی کسی شے  
کی محسوس ہو یا دعویٰ کرے اور یہ کہے کہ یہ شے محسوس ہے  
اس لئے کہ وہ موجود ہے اور ہر موجود محسوس ہے تو تخلف کی تقریر  
اس میں یہ ہے کہ باری تعالیٰ موجود ہے اور محسوس نہیں اور لزوم  
استحالة کا بیان یہ ہے کہ اگر مدلول اوسکا واقعہ میں ثابت و متحقق ہو  
تو باری تعالیٰ کی حیثیت لازم آتی ہے اس لئے کہ ہر محسوس جسم ہے  
یا جسمانی ہے اور محال عام ہے شرعی ہو یا عقلی ہو اور اوسکو نقض  
اجمالی اس لئے کہتے ہیں کہ کل دلیل محلا پر اعتراض ہے شاید لغت  
میں گواہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں نام اوسکا ہے جو دلیل  
مدعی کی فساد اور قول ناقض کی صحت کو جتاوے اور یہ بات یاد  
رہے کہ کوئی نقض اجمالی ایسی شاید صادق کی بدون مقبول  
مسموع نہیں ہوتا معارضہ اصل لغت میں آپسی آڑی آجائے  
تو کہتے ہیں اور اصطلاح میں یہ ہے کہ جس مطلب پر مدعی نے

شاید

معارضہ



دلیل کو قائم کیا خصم اوسکی نفیض بر مستقل دلیل قائم کرنے خواہ وہ  
نفیض صریح ہو یا نفیض صریح کا لازم مساوی ہو یا نفیض صریح سے  
اجتناب ہو معارضہ کی تین قسمیں ہیں ایک کچھ کہ دونوں کی دلیلین  
مادہ صورت میں باہم متفق ہوں جیسے عامۃ الورد و مثالیون میں ہوتا  
ہے مثلاً ایک آدمی حدوث عالم کو مدعی ٹھہرا کر کچھ کہے کہ یہ مدعی  
ثابت ہو ورنہ نفیض اوسکی ثابت ہوگی اور جب کہ نفیض اوسکی ثابت  
ہوگی تو کوئی نہ کوئی شے ثابت ہوگی نتیجہ کچھ نکلا کہ اگر مدعی ثابت ہوگا  
تو کوئی نہ کوئی شے ثابت ہوگی اور عکس نفیض اسکا کچھ ہو کہ جب کوئی  
شے ثابت نہ ہوگی تو مدعا ثابت ہوگا اور کچھ محال ہے اسکو کہ مدعی  
بھی ایک شے ہو اور کچھ محال ثبوت نفیض سے لازم آیا تو ثبوت نفیض  
محال ہے اور جب نفیض مدعی کی محال ہوئی تو مدعی واجب ثبوت ہوا  
اور دوسرا آدمی قدم عالم کو مدعی ٹھہرا کر قدم بقدم چلے یہاں تک  
کہ احتمال نفیض سے ثبوت مدعی کا لازم آجاوے اور اس قسم کا معارضہ  
بالقلب کہتے ہیں دوسری کچھ کہ دونوں دلیلین صرف شکل و صورت  
میں متفق ہوں مگر دونوں کے مادوں میں اختلاف ہو مثلاً ایک عقل  
ہو ایک نقلی ہو اور دونوں شکل اول یا ثانی پر ہو وین یا کچھ کہ مادوں میں  
الفاق ہو باقی شکل و ہیئت میں اختلاف ہو لینے دونوں دلیلین عقل

اقسام معارضہ

ہوں یا نقلی ہوں یا قطعہ گرا ایک شکل اول پر ہو اور دوسری شکل  
ثانی یا ثالث پر یا ایک پہلی ہو اور دوسری استثنائی ان دونوں صورتوں  
کو معارضہ بالمثل کہتے ہیں اور اگر کسی امر میں اتفاق نہ ہو اوسکو معارضہ  
بالغیر کہتے ہیں مثلاً مدعی کی دلیل قطعہ ہو اور شکل ثانی پر ہو  
اور معارضہ کے دلیل قطعہ ہو اور شکل اول پر ہو مصادرہ علی مصادرہ  
الطلبو یقال صادرہ علی کذا اذا طالبہ برینے اوس سے اوپر  
مواخذہ کیا یا تاوان اوسکا لیا اور اصطلاح میں یہ ہے کہ سائل  
یون مواخذہ کرے کہ دلیل کی صحت خود مدعی کی صحت پر موقوف  
ہے یا کبری کی کلیت خود نتیجہ مطلوب پر موقوف ہو جیسے کہ شکل اول  
پر کیا گیا تقریر اوسکی یہ ہے کہ شکل اول میں کبری کلیت کی صحت  
اسپر موقوف ہو کہ اوسط کی تمام افراد کے لئے اکبر ثابت ہو و یا اور  
جب کہ اصغر بھی منجز افراد اوسط ہے تو اوسکے لئے بھی ثابت  
ہونا اوسکا ضروری ہے اور کچھ خود مطلوب ہو غرض کہ کبری کلیت  
خود نتیجہ مطلوب پر موقوف ہوئی پس جو شخص اس مدعی کا سائل  
ہے وہ کبری کی کلیت کو ہرگز نہ مانے گا سائل لغت میں مانگنے والا  
کو کہتے ہیں اور سچان نام اوس کے کا ہے جو مدعی کی طرف  
مقابل ہو کر اوسکے دلیل کو توڑے یا کسی مقدمہ کو نہانے یا اوسکے

سائل



خلاف پر مستقل دلیل تاہم کرے غرض کہ وہ حقیقت میں دلیل مذکور  
کی صحت یا خود مدعی کے راستی کا سوال کرتا ہے مجازات مع الخصم  
لغت میں مخالف کے برابر ہمراہ چلنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں بھی  
ہے کہ مخالف کی قول کو تسلیم کر کے فرق نکالے اور غلط فہمی اسکی  
جگہ وی مثال اس کے بھی ہے کہ کافرون نے اپنے رسولوں کے  
رسالت کا انکار کر کے بھی کہا کہ تم ہم سے آدمی ہو ہم میں اور تم  
میں کوئی فرق نہیں پیر اسکے کیا منے کہ تم رسول ہو اور ہم ہنوں  
رسولوں نے قول اور کھا تسلیم کیا اور بھی جواب انکو دیا کہ بلا شک  
ہم تم سے آدمی ہیں مگر خدا کی دین ہے جسکو چاہے اسکو دیوی  
اور بھی تمہاری غلط فہمی ہے کہ رسالت مقتضای ذات النسانی ہے  
تو جیسے لغت میں تو جھ کر نی کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں بھی ہے کہ  
خصم اپنے کلام کو معارضہ یا منع یا نقض کے پیرایہ میں متوجہ کرے  
اور کہیں کسی بات کی وجہ بیان کر نی کو بھی کہتے ہیں غصب اصل  
لغت میں پر امی حق کے چھینے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں بھی ہے کہ  
کہ منجملہ فریقین کے کوئی فریق اپنے منصب کو چھوڑ کر دوسری کو منصب  
کو اختیار کرے مثلاً اگر سایل کسی قول کو نقل کرے اور بعد اسکے  
دلیل او سپر لاوے تو یہ غصب اسلی کہ سایل ناقل کا یہ منصب ہے

مجازات مع الخصم

قالوا ان اثم الالبشر مثلنا الخ ثالثا لم رسلكم ان تخون الالبشر مشكوك في ذلك الذين علموا على من يشاء من عباده

توجہ ہے

غصب

کہ نقل کے تصحیح کرے نہ بھی کہ مدعی کے مانند او سپر وکیل لاوے  
اور ایسی ہے مدعی کی جانب سے منع بالنع ناجائز ہے اسلئے کہ کام  
اوسکا بھی ہے کہ مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرے نہ بھی کہ منع بر منع وار  
گھرے مگر جب کہ غاصب مستدل ہو جاوے تو او سپر ممنوع غلام  
یعنی منع نقض معارضہ وار ہو سکتی ہیں بحث میں تین باتیں ہو گئی  
میں ایک مبارہی یعنی دعویٰ کی تعین دوسری او بناط یعنی  
براہین و دلائل تیسری مقاطع یعنی وہ مقدمے جنہر بحث تمام  
ہوتے ہے \*

## مقاصد

پچھلا مقصد یہ ہے کہ مناظر کو لازم ہے کہ جب اوس سے کوئی مقصد اول  
بات پوچھی جاوے تو وہ ایسا واضح بیان کرے کہ پھر پوچھنے  
کی حاجت باقی نہ رہے اور اگر مدعی کوئی نقل پیش کرے تو سایل  
کو تصحیح نقل کے طلب کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر مدعی  
کسی کتاب کا عاقلہ دے تو اوس کتاب کو سگوا کر اپنی آنکھوں سے  
دیکھے اور اوسکے کہنے پر نہ رہے مگر کچھ بات جب کہ سایل کو  
قول منقول کی صحت بجائی خود معلوم نہ ہو اور ناقل نزدیک اوسکے



معتبر نہ ہو ورنہ سپرہ مکابر یا مجادل گناہا دیگا اور جب کہ دعویٰ نظری  
ہو تو دلیل اس پر مانگی اور اگر بد ہے غیر ادا ہے تو تنبیہ اس سے  
چاہئے اور جب مدعی اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل قائم کرے تو سائل  
دلیل مذکور کی صغریٰ یا کبریٰ کو نہانے خواہ سند لاوے یا نہ لاوے  
اس لئے کہ مانع کو سند لانا ضروری نہیں اور جب سند لاوی تو مدعی اس پر  
غور کرے کہ وہ نقیض مقدمہ ممنوع کی مساوی ہے یا نہیں مساوی  
کا باطل کرنا بلاشبہ مفید ہے اور اگر اس سند کو باطل نہ کرے تو  
مقدمہ ممنوع کو ثابت کرے اور بعد اسکے سند کا باطل کرنا ضروری  
نہیں ہے اور اگر سائل سند نہ لاوے تو اب مقدمہ ممنوع کا ثابت  
کرنا ضروری ہے اور جب کہ سائل نقض کرے یا معارضہ پیش آوے  
تو اب مدعی کو یہ منصب حاصل ہے کہ وہ معترض کے دلیل کو بنقص  
اجمالے توڑی یا اس پر کوئی منع وارد کرے یا معارضہ پیش آوے  
اس لئے کہ سائل کے نقض و معارضہ کے بعد خود مدعی سائل ہو جاتا ہے  
اور نیز اس کو یہ بات بھی حاصل ہے کہ اپنے دعویٰ کو یا سارے دلیل  
کو یا اس کے کسی مقدمہ کو بدلے بدلے یا ایسے تقریر سے ادا کرے  
کہ کوئی اعتراض اس پر وارد نہ ہو واضح ہو کہ جو سوال دلیل پر وارد  
ہوے تبین وہ تنبیہ پر ہے وارد ہو سکتی ہیں مگر جب کہ تنبیہ سے

اثبات مدعی منظور نہیں ہوتا بلکہ صرف اظہار ہے مقصود ہوتا ہے  
سوالات مذکورہ کے وارد کرنے سے کوئی بڑی بات ہاتھ نہیں  
آتی ہے و و سہرہ مقصد یہ ہے کہ وہ تعریف حقیقی جو جنس اور  
فصل سے بنائی جاتی ہے منع ثلاثہ مذکورہ کے مورد اسٹی ہوئی  
ہے کہ اوس میں ضمنی دعوے ہوتے ہیں مثلاً حیوان ناطق تین معروضات  
پر مشتمل ہے ایک یہ کہ یہ کل حد نام ہے اور دوسری یہ کہ حیوان  
جنس ہے اور تیسری یہ کہ ناطق فصل ہے اب منع کی یہاں  
یہ صورت ہے کہ مانع حیوان کی جنس ہونے اور ناطق کی فصل  
ہونے یا دونوں کی ذاتی ہونے کو نہانے اور معرف کو یہ چاہئے  
کہ امر ممنوع کو ثابت کرے یا سند منع کو بشرط مساوات اوٹھاوے  
اور نقض کا یہ طور ہے کہ حد کا تخلف محدود اور محدود کا تخلف حد متبادر  
یعنی یہ بتا دے کہ یہ تعریف جامع نہیں یا مانع نہیں اور شائبہ  
تخلف کو پیش کرے سو اب معرف کو یہ لازم ہے کہ اگر ہن ٹپے  
تو اس کی شاید کو اوٹھاوے ورنہ اپنی تعریف کو بدلے اور معارضہ  
کی یہ شکل ہے کہ خود معترض حد مذکور کی مقابلہ میں ایک اور حد بتاؤ  
مگر شرط اس کی یہ ہے کہ پہلا معرف حد ثانی کا معرف ہی ہو ورنہ تعارض  
متصور نہ ہو گا اس لئے کہ تعارض یوں تصور ہو سکتا ہے کہ حد ثانی کی



جنس و نفس مذکور کا ذاتی ہونا بدلیس قطعی ثابت ہووے یا بطلان  
 حد ثانی کے حدیث کا اعتراض کرے اور جب کہ امر اول متعذر ہی تو امر  
 ثانی ضروری ہے اور کچھ بات یاد رہے کہ معارضہ حدود حقیقین ہو  
 اسلئے کہ ایک ماہیت کے لئے دو حقیقی حدیں نہیں ہو سکتیں اور جب کہ  
 عوارض کا تعدد محال نہیں تو زمون میں معارضہ نہیں ہوتا اور تعریف  
 لفظ میں یہ اعتراض کے پیرین یون وارد تھا کہ اس لفظ کے یہ معنی ہم  
 نہیں مانتے سو جواب اوسکا یہ ہے کہ اصطلاح و لغت کی کتابوں  
 سے نقل کرے یا معترض کو وہ کتابیں دیکھا دے یا یہ بیان کرے  
 کہ ہماری مراد اس لفظ سے وہ معنی نہیں جو لفظ پر سمجھے جاتے ہیں ہمارے  
 اصطلاح میں اس کلمہ کے یہ معنی منع مثلاً نہ کا اطلاق اول ہوا  
 پر جو حدوں پر وارد ہوتے ہیں بطریق استیوارہ کے ہے اور باوصف  
 اسکے احتمال حقیقت کا بھی قایم ہے تیسرا مقصد یہ ہے کہ منع مثلاً  
 مذکورہ نفس صرف اور نفس دعویٰ پر وارد نہیں ہوتا مگر مجازاً  
 اسلئے کہ وہ قینون حقیقت میں البطل و لیس کے لئے موضوع ہیں اور  
 بعضوں کا یہ قول ہے کہ منقول من حیث ہو منقول پر منع وارد نہیں  
 ہوتا ہاں اگر ناقص قول منقول کے صدق و صحت کا الزام کرے  
 یا اوسکو اپنی دلیل کا مقدمہ گردانے تو اب اوس پر منع وارد ہوگی

مقصد سیم

سارے اہل لفظ کا اتفاق اس پر کہ منقول معلوم پر تصحیح نقل کا مانگنا اور  
 بدیہیے اولے پر تنبیہ کا چاہنا اور نظری معلوم پر دلیل کا طلب کرنا  
 جائز نہیں ہاں اگر کچھ منظور ہو کہ اپنے طریق علم کی سوی اور طریق  
 سے علم اوس نظری یا بدیہی غیر اولے کا حاصل ہووے یا اپنے  
 علم کے صحت مرکز ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر مناظر کو یہ بات بہت کم سمجھتے  
 ہے دلیل کے باطل ہونے سے خود مدعی کا باطل ہونا لازم نہیں  
 آتا اسلئے کہ ایک مدعی کے لئے کئی دلیلوں کا ہونا جائز ہے ہاں اگر ساری  
 دلیلیں باطل ہو جاوین تو اب مدعی کا بطلان واضح ہو اور مستدل  
 کے لئے تغیر و تبدیل کے سوا ہی کوئی چارہ باقی نہیں رہا یعنی وہ اپنے  
 دعوے کو بدلے بدلے چوتھا مقصد یہ ہے کہ جس مقدمہ  
 پر دلیل مدعی کی بنے ہو خواہ وہ صحیح ہو یا ضعیف ہو خواہ اوس پر  
 اود اسکے سمیت اور کسی مقدمہ پر منع وارد ہو سکتی ہے چنانچہ قیاس  
 مساوات کو مقدمہ اجنبیہ پر منع وارد ہوتی ہے اسلئے کہ وہ اوسکا  
 بنے ہوتا ہے اور جو مقدمہ ہر طرح سے معلوم ہووے اوس پر منع  
 کا وارد کرنا مکابرہ ہے اور اگر الزام منظور ہو تو مجادلہ ہے ہاں  
 بدیہیے غیر اولے کو یا تنبیہ کی کسی مقدمہ کو تسلیم کرنا مضائقہ نہیں  
 ہے منع مرتبہ کے یہ صورت ہے کہ دلیل مدعی کی دونوں



مقدموں یعنی صغریٰ کبریٰ میں سے ہر مقدمہ کی نسبت یہ کہا جاوے  
 کہ یہ مقدمہ منع ہے اور اگر یہ مانا جاوے تو دوسرا مقدمہ منع  
 ہے اور یہ منع ثالی اگر تسلیم مقدمہ منع پر مبنی ہووے تو واجب  
 ہوتی ہے ورنہ مستحسن گنی جاتی ہے مثلاً جب کوئی یہ کہے کہ یہ  
 امر بدیہی ہے اور ہر بدیہی معلوم ہے تو سائل یہ بول اوٹھے  
 کہ امر مذکور کا بدیہی ہونا منع ہے اور اگر یہ تسلیم کیا جاوے تو ہر  
 بدیہی کا معلوم ہونا منع ہے یا پہلے کبریٰ کو نمائے اور پھر اسکو  
 مانکر صغریٰ کو نمائے یعنی یہ کہے کہ ہر بدیہی کا معلوم ہونا  
 منع ہے اور اگر یہ مانا جاوے تو امر مذکور کا بدیہی ہونا منع ہے  
 پہلے اگر یہ کہا جاوے کہ وہ بلاشبہ بدیہی ہے سو معلوم ہونا  
 اسکا ضروری ہے تو سائل اب یوں ضرور کہے کہ بدیہی ہونا اسکا  
 مسلم نہیں اور اگر وہ تسلیم کیا جاوے تو ضروری معلوم ہونا اسکا  
 مسلم نہیں اور جب کہ منع مقرر مقصود نہوے یعنی مقدمہ منع کا  
 نہ ہونا کچھ ضرر نہ پہونچاوے تو معطل کو یہ کہنا پہونچتا ہے کہ اگر  
 منع ثابت ہو تو دلیل اپنی پوری ہے اور اگر ثابت نہیں تو عدم  
 ثبوت اسکا ثبوت مدعی کو مضر نہیں چلیے کوئی مدعی حدوت  
 اجسام پر یہ دلیل لاوے کہ وہ محل حوادث میں اور ہر محل حوادث

خود حادث ہے اور صغریٰ کو یوں مدلل کرے کہ ہر جسم یا متحرک ہے یا  
 ساکن ہے اور سکون و حرکت دونو حادث ہیں سو ہر جسم محل حوادث  
 ہوا اور مانع یہ منع پیش کرے کہ جسم آن حادث میں نہ متحرک ہوتا  
 اور نہ ساکن پس یہ مقدمہ کہ ہر جسم یا متحرک ہے یا ساکن ہے  
 منع ہے تو اسبے مدلل کو یہ کہنا پہونچتا ہے کہ مقدمہ منع کا  
 نہ ہونا اسکو مضر نہیں اسلئے کہ ہر جسم آن حادث میں حادث  
 ہوگا اور یہ مطلب ہے مگر بعضو کا یہ قول ہے کہ معطل کو یہ  
 کہنا مناسب نہیں بلکہ وہ مقدمہ منع کو ثابت کرے یا کوئی اور  
 دلیل لاوے اسلئے کہ اس نے یہ التزام کیا ہے کہ مدعی کو دلیل  
 سے ثابت کرے اور اسکی لئے بھی دو طریق ہیں مانع کا استفادہ  
 توقف کرنا کہ مدعی اپنی دلیل کو پوری کرے نہایت مستحسن ہے  
 اسکو کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب مدعی اپنی دلیل کو تمام کر چکتا  
 ہے تو جس مقدمہ کی نسبت فریق ثالی کو کوئی شک شبہ پیش آیا  
 ہے اسکو مدلل کرتا ہے اور بعضو کا یہ مقولہ ہے کہ مانع کا استفادہ  
 کرنا اتمام دلیل تک اچھا نہیں مگر پہلے بات اچھی ہے اور بعض  
 یہ کہتے ہیں کہ توقف کرنا مناظر کو شایان ہے اور توقف کرنا  
 مجادل کو مناسب ہے ہاں ناقض اور معارض کو اتمام دلیل تک



ظہر انا واجب ولازم ہے اسلئے کہ جب تک دلیل پوری نہ ہو تب تک نقض و معارضہ نہیں ہو سکتا نقض ایسے حکم کا ہے جائز ہے جسکی نسبت بدایت کا دعویٰ کیا گیا اسلئے کہ وہ حقیقت میں اوسکی بدایت کو نہ مانا ہے اور اب نقض کا شاہد منع کی سند سمجھا جائیگا غرض کہ وہ نقض اسلئے منع مع السند ہے یا چونان مقصد یہ ہے کہ منع کی سند مقدمہ ممنوعہ کا مجہول و مخفی ہونا بتاتے ہے اور منع کو قوت بخشی ہے اگرچہ وہ تائید اس کے مانع کے زعم فاسد می میں ہو وے لظہر میں یہ بات بہت ضرور ہے کہ وہ سند مقدمہ ممنوعہ سے عام نہ ہو نہ عام مطلق ہو نہ عام من وجوہ اسلئے کہ سند خفاء مقدمہ ممنوعہ کو مستلزم ہوتی ہے اور کوئی عام خاص کو مستلزم نہیں ہوتا اور جب کہ سند کا موید منع ہو جائے حقیقت میں ضروری نہیں بلکہ صرف مانع کے زعم میں ہونا چاہیے تو سفسطائیوں کے اقوال و کلمات سے ہی سند لانا جائز ہے باوجودیکہ وہ واقع کے مطابق نہیں ہوتے مگر حکیم اوسکو مکابرہ تصور کریگا اور جب کہ کسی بیان سے سند کی توضیح و تقویت کی جاوے اور وہ بیان دلیل کے پیرایہ میں ہو وے تو اوسین بحث کرنا مستحسن نہیں اسلئے کہ موید سند یا خود سند کی ابطال سے مقدمہ ممنوعہ کا ثبوت لازم

نہیں آتا مگر کچھ کہ خود سند اور منع میں مساوات پائی جاوے تو اب ابطال سند سے ابطال منع کا اور ابطال منع سے ثبوت مقدمہ کا لازم آوے گا مانع پر یہ بات لازم نہیں کہ جب پسند پر بحث کی جاوے تو خود سند کو مدلل کرے اسلئے کہ جب مانع خود سند ہی کا محتاج نہیں تو کیوں برہان کو سپر لاوے مانع کو یہ نہیں ہو چکا کہ مقدمہ ممنوعہ کی منافی کو اس سے پہلے ثابت کرے کہ مستدل اوس مقدمہ کو مدلل کرے اسلئے کہ غصب بلا ضرورت لازم آتا ہے یا ان جب مستدل اوس مقدمہ کو مدلل کرے تو اب منافی مقدمہ کو بدلیل ثابت کرنا جائز ہے اور غصب منصب ہے لازم نہیں آتا کیونکہ جب مقدمہ مدلل ہو وے تو صرف منع اوسکی ناجائز ہے اور اب یہ منع مدلل منافی سے سبیل معارضہ ہو گے غرض کہ مانع کو اثبات منافی مقدمہ ممنوعہ کا ہر طرح ضروری نہیں خلاف ناقض یا معارض کے کہ اوندکو اثبات کی ضرورت ہوتے ہو چنانچہ ناقض کا یہہ ذمہ ہے کہ وہ تخلف مدلول یا لزوم محال کو ثابت کرے اور معارض پر یہہ واجب ہے کہ وہ نقیض مطلوب پر دلیل مستقل لاوے تبصرہ سند خاص کے یہہ معنی میں کہ مقدمہ



منوعہ کی نقیض اس کے ہوتی نہونے دو نو نہ صادق آدے  
 جیسے کوئی اس مطلوب کو ثابت کرے کہ یہہ شے حساس ہے  
 اور یہہ دلیل اس پر لاو جو کہ یہہ شے حیوان ہے اور حیوان  
 حساس ہے اور مانع یہہ کہے کہ حیوان ہونا اس کا ممنوع ہے  
 جائز ہے کہ وہ کوئی شجر ہو پس یہہ سند یعنی شجر ہونا اس کا  
 اس کے حیوان نہ ہونے سے خاص ہے اس لئے کہ جب وہ شجر  
 نہ ہو بلکہ حجر ہو تب یہہ وہ حیوان نہ ہوگا اور وہ سند جو  
 نقیض مقدمہ سے عام مطلق ہووے برخلاف اس کو ہوتے  
 ہے یعنی وہ نقیض مقدمہ اور عین مقدمہ دونوں کے ساتھ  
 پائی جاتے ہے جیسے مثال مذکور میں مانع یہہ کہے کہ جائز ہے  
 کہ یہہ شے ماشے بالفعل نہونے سند یعنی ماشے بالفعل نہ ہونا  
 حیوان نہونے سے اس لئے عام ہے کہ وہ حیوان نہونے کے  
 ساتھ یہہ تحقق ہوتا ہے جیسے شجر حجر میں اور حیوان ہونے کے  
 ساتھ یہہ پایا جاتا ہے جبکہ حیوان ساکن بالفعل ہووے  
 اور عام من وجہ ہونے کی یہہ معنی ہیں کہ نقیض مقدمہ کے  
 ساتھ بعض صورتوں میں پائی جاوے اور بعض میں نہ پائے  
 جاوے جیسے کہ یہاں مانع یوں کہے کہ یہہ جائز ہے کہ یہہ حیوان

نہو بلکہ کالا یا گورا ہو یہہ سند یعنی کالا یا گورا ہونا حیوان کے  
 ساتھ یہہ پایا جاتا ہے اور حیوان کے بدون بھی  
 پایا جاتا ہے اور سند مساوی کے کہ یہہ معنی ہیں کہ اوہین  
 اور نقیض مقدمہ ممنوع میں وجود اوہ مساوات پائی جاوے  
 جیسے مثال مذکور میں مانع یوں کہے کہ جائز ہے کہ وہ حساس  
 یا متحرک بالارادہ نہو حساس نہونے اور حیوان نہونے میں  
 مساوات ہو یعنی جہاں یہہ ہوگا وہاں وہ ہوگا اور جہاں  
 یہہ ہوگا وہاں وہ نہوگا اور سند مباہین کے یہہ معنی  
 ہیں کہ وہ اور نقیض مقدمہ ممنوع کی ایک جگہ صادق نہ آوین اور  
 یہہ حقیقت میں سند ہی نہیں ہوتے اس لئے کہ وہ عین مقدمہ  
 سے موافق ہوتی ہے مثلاً مذکورہ سندوں کی خاص سند کے  
 باطل کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ جبکہ  
 خاص کے انتفاء سے عام کا انتفاء لازم نہیں آتا تو نقیض  
 مقدمہ کے متفق نہ ہوگی اور عام سند کی باطل کرنے سے اگرچہ  
 نقیض مقدمہ کے جو اس سے خاص مطلق ہے یا خاص  
 من وجہ ہے یا باطل ہو جاوے مگر از بسکہ وہ عین مقدمہ سے  
 یہہ عام ہے تو یہہ ہے الجملہ باطل ہو گیا و یگانہ اگر یہہ



خاص مطلق ہے تو بالکل منفی ہو جاویگا اور اگر خاص من وجہ ہے  
تو من وجہ باطل ہو جاویگا اور یہ قول بعضوں کا کہ اگر سند مذکور  
نقیض مقدمہ سے عام مطلق اور عین مقدمہ سے عام من وجہ ہو  
تو ابطال اس کا مقید ہے خلی تامل طلب ہے اور اصل یہ  
ہے کہ سند مساوی کا باطل کرنا بلاشبہ مفید و نافع ہے اسلئے  
کہ اس کے باطل ہونے سے مقدمہ منوع کے نقیض باطل ہوتی  
ہے اور نقیض کے باطل ہونے سے عین مقدمہ کا ثابت ہوتا  
ہے اور اس کے ثبوت سے دلیل پوری ہوتی ہے اور مدعی ہاتھ تاتا  
ہے چھٹا مقصد یہ ہے کہ نقض اجمالی ایسے شاہد کے لازماً  
پر سنا نہیں جاتا کہ دلیل کے فساد کو بختاوی اور تحقیق نہ ہو  
بخلاف منع کے کہ وہ بے سند بھی سنی جاتی ہے اسلئے  
کہ وہاں صرف احتمال ہے کافی وافی ہوتا ہے اثبات تخلف  
کے لئے مدعی کی دلیل کو اس کے مدلول کے غیر عین  
و و طرح پر جاری کرتے ہیں ایک یہ کہ بعینہ جاری کرین لینے ہی  
حد اوسط بعینہ تایم رہے اور فرق اس قدر ہو کہ مطلوب کا موضوع  
بدلا جاوے مثلاً کوئی حرام خورد گلے مرڈے مرغی کی حلت پر  
یہ دلیل لاوے کہ وہ مرغی طعام اہل کتاب ہے اور یہ طعام اہل کتاب کا سہارا

کے لئے حلال مباح ہے اور مخالف اوہی کا بلا کم و کاست اسی دلیل  
کو ختم نہیں جاری کرے اور تخلف جتاوے تو فرق اتنا ہے  
ہے کہ موضوع مطلوب میں تبدل واقع ہوا یا قے اوسط و اکبر ہی  
میں اور دو سہ طریق یہ ہے کہ حد اوسط کے جگہ اوسط کا  
یا لازم رکھ دین جیسے مثال مذکور میں طعام کے جگہ کہانا یا خوشی  
مثلاً رکھ دین اور جب کہ نقض کا شاہد نظری ہو تو دلیل اور سہر  
طلب کرین اور اگر بدیہی غیر اسے ہو تو تنبیہ اور سہرا گین  
اسلئے کہ سایل فساد دلیل کا مدعی سے تعریف جامع  
نہونے یا مانع نہونے کے جتانے کو یہ نقض کہتے ہیں اسلئے  
کہ وہ تخلف حد کا محدود سے یا محدود کا حد سے بتاتا ہے مثلاً  
جب حد دخول غیر کو مانع نہونے تو وہ محدود سے تخلف ہونے  
اور جب افراد محدود کو جامع نہونے تو محدود اس سے تخلف  
ہوگا تعریف خاص کے بالعام مانع نہیں اسلئے کہ وہاں حد  
محدود نہیں اور تعریف عام کے بالخاص جامع نہیں اسلئے کہ  
وہاں محدود ہے حد نہیں شاہد نقض کے مدافعت کو لئے چند  
طریقے ہیں اول یہ کہ جہاں ناقض نے دلیل مسند کو کو  
جدا ہی کیا اور تخلف کو جتایا وہاں اس کے جاری ہونے کو مانع



جلسے کو ہی خفیہ کہے کہ ان عود متا وراہوں لینے آگے چھپے  
 سے جو شے خارج ہوتے ہے وہ وضو کو توڑتی ہے اور یہ  
 برہان ادسپر قایم کرے کہ وہ شے خارج نجس ہے اور ہر نجس  
 وضو کا ناقض ہے اور ایک شے نے یہ نقص پیش کرے اور  
 یوں تخلف بناوے کہ تمام غیر سائل لینے جو بدن سے نکلے او  
 باہر نہ ہے وہ نجس ہے اور باوصف اسکے وضو کا ناقض نہیں  
 غرض کہ کبری کے کلیت منقوض ہے سو جواب اسکا یہ  
 ہے کہ جو سائل نہیں وہ خارج نہیں بلکہ وہ باوی لینے ظاہر ہی  
 حاصل یہ کہ تحت اضطرار داخل نہیں اور دوسرا طریق یہ ہے  
 کہ خود تخلف کو نمائے مثلاً مثال مذکور میں یہ خفیہ یوں کہے  
 کہ خارج غیر سائل نجس ہے نہیں اور جب وہ نجس ہی نہیں تو وضو  
 کا ناقض نہیں لینے وہ حد واسط سے خارج ہے اور تیسرا طریق  
 یہ ہے کہ مسئلہ یہ بناوے کہ صورت تخلف میں یہ مانع پیش  
 آیا اور اسنے دلیل کے اثر کو ظاہر ہونے ندیا مثلاً جب  
 مثال مذکور میں معترض یہ اعتراض کرے کہ دائمی ہونے والے  
 زخم سے جو بہتا ہے اور سلس البول کی بیماری میں جو ٹپکتا ہے  
 وہ بلاشبہ نجس ہے اور باوجود اسکے وضو کا ناقض نہیں تو جواب

اسکا یہ ہے کہ حکم تو دلیل سے تخلف نہیں مگر ظہور و شکا  
 یہاں اسلئے نہیں ہوا کہ اگر وضو کو قایم نہانا جاوے تو یا تکلف سے  
 قرض ساقط کئے جاوین یا نماز بلا وضو کے صحت تسلیم کیاوے اور  
 جب یہ کہ دونو باتیں نہیں ہو سکتیں تو لاچار وضو کو قایم تسلیم کیا  
 گیا اور اگر ناقض لزوم محال کو بیان کرے تو اب جواب اسکا یہ ہے  
 کہ لزوم محال کو نمائے مثلاً جب کوئی راست گو یہ دعویٰ  
 کرے کہ ہر موجود کی حقیقت ثابت ہو اور یہہ دلیل ادسپر لاو  
 کہ ہر موجود شے ہے اور شے کی حقیقت ثابت ہو اور ایک بے  
 حقیقت یہ بول پڑے کہ اگر کسی شے کی حقیقت ثابت ہو تو  
 ثبوت اسکا ثابت ہو یا نہیں اگر نہیں تو جو ثبوت کہ خود معنی  
 ہے دوسری شے کو ثابت نہیں کر سکتا بقول ادستاد کے  
 کہ مع ادخلی تن گم است کرار بہرہی کند۔ اور اگر ثابت ہو تو یہ  
 اس کے ثبوت میں گفتگو کیاوے گے غرض کہ اگر کسی شے  
 کے حقیقت ثابت ہووے تو یا تسلسل لازم آوے گا یا یہہ  
 ماننا پڑے گا کہ وہ ثبوت جو خود مدہم دوسرے شے کو موجود کر سکتا ہو  
 اور یہہ دونو امر محال ہیں اور امر محال کا مستلزم خود محال ہے سو  
 اب حقیقت کہی شے کی ثابت نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے



کہ تسلسل لازم نہیں آتا اس لئے کہ ثبوت کا ثبوت عین ثبوت ہے  
 اور تسلسل تعدد کے فرع ہے یا یہ کہ تسلسل محال لازم نہیں آتا اس لئے  
 کہ معائنہ مصدر یہ محض اعتباری ہیں اور امور اعتباریہ میں تسلسل  
 محال نہیں ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ لازم کے استحالة کو مانا  
 جیسے کہ یہ بات کہی گئی کہ ہوا جگمگاتی ہے وجہ اسکا اشتعال اور چمکتا  
 منطقہ منافی بالذات ہیں ورنہ یہ لازم آتا ہے کہ مابیت کو لوازم  
 واجب الوجود ہو جائیں اور یہ محال ہے سو جواب اسکا یہ  
 دیا گیا کہ لوازم مابیت کا واجب بالثبوت ہونا لازم آتا ہے اور یہ  
 محال نہیں اور مثال مشہور یہ ہے کہ کوئی شخص خوش عقیدہ  
 یہ بات کہے کہ زید کے فعل اللہ کے مخلوق ہیں اس لئے کہ وہ ایک  
 بندہ ہے اور ساری بندوں کے فعل اللہ کے مخلوق ہیں اور  
 معتزلے یہ نقص پیش کرے کہ جو رہی جارہی ہے بندہ سب کے  
 فعل ہیں اور وہ مخلوق اللہ کے نہیں اس لئے کہ یہ وہ ذوق کام  
 بُرے ہیں اور بُرے کاموں کا پیدا کرنا بُرا ہے اور اللہ بُرا ہی سے  
 بُری سے سو جواب اسکا یہ ہے کہ بُرے کاموں کا پیدا کرنا  
 بُرا نہیں پس جو لازم آتا ہے وہ بُرا نہیں سہا تو ان مقصد  
 یہ ہے کہ مدعی کی مدعی کا انکار و تغلیط بلا دلیل بکا برہ ہے

عام اس سے کہ مدعی ادھر کو ہی برہان لاوے یا نہ لاوے اور  
 مع دلیل اس سے پہلے کہ مدعی دلیل ادھر لاوے غصب کے  
 اور محقق لوگ اس غصب کو ہیٹ بڑا جانتے ہیں اور دلیل سہیت  
 انکار مدعی کا بعد اسکے کہ مدعی نے اسکو مدلل کیا ہو معارضہ  
 ہے اور آئین اختلاف کے کہ معارضہ میں یہ شرط ہو کہ معارضہ  
 مدعی کے دلیل کو کسی طرح پر پھیلے یا یہ شرط نہیں۔  
 پھیلے بات مشہور ہے اور دوسری ظاہر ہی اس لئے کہ  
 تسلیم ظاہر ہی معارضہ کی منافی ہے اگرچہ واقع میں نہیں  
 اور جب کہ معارضہ تسلیم ظاہر ہی ہوگا تو وہ معارضہ محض  
 ہوگا۔ اور جب مع عدم تسلیم ہوگا تو وہ معارضہ مع المناقضہ  
 ہوگا بعضوں نے یہ التزام کیا ہے کہ منجملہ ان دونوں قسموں  
 کے کوئی سے قسم ہو تقریر اس کے نقص کے پیرایہ میں یوں  
 کرنے چاہئے کہ تمہاری دلیل کے مقدمے بالکل درست  
 نہیں اگر وہ درست ہوتی تو اس کے مدلول کا منافی  
 صحیح و صادق نہوتا مگر ہمارے پاس ایک ایسی دلیل ہے  
 جو اس منافی کے صدق و صحت پر پوری پوری دلالت  
 کرتی ہے کتنے ہیں کہ معارضہ کا مبرح قطعہ دلیل نہیں



خواہ وہ نقل ہوں یا عقل ہوں نقض اجمالی ہوتا ہے اسلئے  
 کہ دو قطعہ حقیقت میں معارض نہیں ہوتی اور وہ معارضہ  
 جو وہاں مذکور ہوتا ہے اسکو معارضہ مع النقص کہتے ہیں اسلئے  
 کہ نقض اوسمین ضمن پایا جاتا ہے ہاں نقلیات ظنیہ مثل  
 فقہ قیاسون کے باہم معارض ہو سکتے ہیں کیونکہ منجملہ اونکے  
 کسی ایک کا خطا بہرہ بالقلب یا قیاس نہیں ہے کہ ایک  
 کہ معارضہ مع النقص اور معارضہ بالقلب آپس میں ایک ہیں  
 اور فرق اونکا اعتبار ہی ہے یعنی اس اعتبار سے کہ وہ  
 دل میں مدعی کو مخالف اسلئے بتاتا ہے بعد اسکے کہ وہ  
 موافق ہے معارضہ بالقلب کہتے ہیں اور اس حیثیت سے  
 کہ وہ نقض کو مستثنیٰ ہوتا ہے معارضہ مع النقص بولتے ہیں  
 تتمہ معارضہ کے بعض شہود کی جواز و صحت میں خلافت واقع  
 ہوا منجملہ اونکے ایک معارضہ علی المعارضہ یعنی معارضہ  
 کے مقابلہ میں معارضہ کرنا صورت اسلئے یہ ہے کہ مدعی  
 نے دلیل قائم کی اور معارض نے معارضہ کر کے اسکو مستثنیٰ  
 کیا پر مدعی نے دوسری دلیل قائم کے دوسری معارضہ  
 بالبداہت بدیہی محض پر جیسے مدعی یہ کہے کہ یہ کہہ سکتا ہے

اور اسلئے بدیہی ہونے پر دلیل نہ لاوے اور معارض یہ کہے  
 کہ نقض اس حکم کے ثابت اسلئے کہ وہ بدیہی ہے اور ہر بدیہی ثابت  
 ہے تیسری معارضہ بالبداہت بدیہی مدلل پر یعنی جسکی بداہت  
 کو مدعی نے دلیل ثابت کیا اسکا معارضہ بالبداہت کیا جاوے  
 جیسے مدعی یہ کہے کہ یہ حکم بدیہی ہے اسلئے کہ وہ محسوسات  
 یا وجدانیات میں سے ہے اور معارض کچھ پیش کرے کہ نقض  
 اس حکم کے بدیہی ہے اور کوئی دلیل اوسپر نہ لاوے چوتھی  
 معارضہ بالدلیل بدیہی غیر مدلل پر مثال اسکی یہ ہے کہ مدعی  
 یہ کہے کہ اعیان ثابتہ کے حقیقت ثابت ہے اور یہ حکم  
 بدیہی ہے اور سوفسطائی یہ معارضہ کرے کہ نقض اسکی  
 ثابت ہو اور وہی دلیل اوسپر لاوے جو پہلے مذکور ہو چکے  
 ہے پانچویں معارضہ بالدلیل بدیہی مدلل پر جیسے کوئی یہ  
 کہے کہ رنگ اس شے کا کالا ہے اور یہ بات بدیہی ہے اسلئے  
 کہ وہ محسوس ہے اور ہر محسوس بدیہی ہے اور معارض یہ  
 معارضہ پیش کرے کہ نقض اسکی ثابت ہے اسلئے کہ وہ نابصر  
 بصر نہیں اور جو نابصر بصر نہیں وہ سیاہ نہیں اور حق یہ ہے  
 کہ یہ پانچون تسمین صحیح و جائز ہیں اور ہر قسم کی جواز و صحت کے



دلیلین بجاؤ خود مذکور ہیں اور نظر برین سب کا اتفاق اس پر ہے  
 کہ جب کبھی بدیہی کا معارضہ برہان سے کیا جاوے تو وہ برہان  
 زیادہ اعتبار کے قابل ہے اور ایسی اگر نقلے دلیل کا معارضہ عقل  
 دلیل سے کریں تو عقل زیادہ معتبر ہوگی مگر یہ کہ نقلے محکم  
 قرآن مجید یا حدیث متواتر ہو تو ان نقلے سے معتبر ہو گئے اور  
 قرآن مجید کے وہ آیات متشابہات جنکی ظاہری معنوں باری تعالیٰ  
 کے مجسم ہونیکا تو ہم پیدا ہوتا ہے اور کچھ لوگ اس دہو کے  
 مدین اگر مجسمہ بن گئے جیسے الرحمن علی العرش استوی ویداہ  
 مہسوطان اذن عقلی نقلی دلیلوں کے معارضہ نہیں ہو سکتی  
 جسے باری تعالیٰ کا بسیط و مجرد ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے  
 واضح ہو کہ دلیل ظنی برہان قطعی کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہاں اگر  
 الزام منظور ہو تو یہ امر ممکن ہے تبصرہ مناظرہ کے مفہوم  
 مدین جو خلاف مدعی معتبر ہے وہ نقیض صریح اور مساوی نقیض  
 اور اخض من النقیض کو شامل ہے یعنی خواہ وہ مدعی مدعی  
 کے صریح نقیض ہو یا اس کے نقیض کے مساوی ہو یا اس کے  
 نقیض سے اخض ہو ہاں عام ہوا اسلئے کہ ثبوت عام سے  
 ثبوت خاص کا لازم نہیں آتا پس اس صورت میں معارضہ

کی دلیل بجا رہا میکی سچا افت اسکے کہ جب خاص کا ثبوت خاص  
 عام کے ثبوت کے مستلزم ہو گا حاصل یہ ہے کہ معارضہ کا مطلوب  
 مدعی کے ثبوت عام نہ ہو ورنہ نقیض صریح کے یہ مثال  
 ہے کہ مثالی حکیم نے یہ دعویٰ کیا کہ زمین ساکن ہے اور دلیل  
 اس پر لایا اور معنی افسانے یہ دعویٰ کیا کہ زمین ساکن نہیں اور دلیل  
 اس پر لایا اور مساوی نقیض کی یہ مثال ہے کہ مثال مذکور  
 مدین معارضہ نے کہا کہ زمین متحرک ہو متحرک لا ساکن کی مساوی  
 ہے جو ساکن کی نقیض صریح ہے اور اخض من النقیض کی یہ مثال  
 ہے کہ مدعی نے کسی شے کے حیوان ہونے پر دلیل قائم کی  
 اور معارضہ اس کے شجر ہونے پر دلیل لایا شجر لا حیوان ہوا  
 ہے جو حیوان کے صریح نقیض ہے اور نقیض سے عام مطلق کی  
 یہ مثال ہے کہ مدعی نے کسی شے کا انسان ہونا دلیل ثابت  
 کیا اور معارضہ اس کے ممکن عام ہونے پر دلیل لایا ممکن عام  
 کے نقیض صریح یعنی لا انسان سے عام مطلق ہے اسلئے کہ ہر  
 انسان ممکن عام ہے اور ہر ممکن عام لا انسان نہیں انسان ممکن  
 عام ہے لا انسان نہیں اور عام من وجہ کی یہ مثال ہے کہ  
 مثال مذکور میں معارضہ نے شے مذکور کا حیوان ہونا ثابت کیا



حیوان اور انسان کی نقیض صریح میں عموم من وجہ ہے اسلئے اگر بعض حیوان لا انسان ہیں جیسے گھوڑا مثلاً اور بعض حیوان لا انسان نہیں جیسے خود انسان اور بعض لا انسان حیوان نہیں جیسے دیوار حلال جملہ یہ ہے کہ نقیض صریح یا مساوی نقیض یا اخف من النقیض کی اثبات سے بطلان مدعی کا متصور ہے اور اعم من النقیض کی اثبات سے کچھ فائدہ نہیں ہے خواہ وہ عام مطلق ہو یا عام من وجہ ہو۔ باقی رہا مباین نقیض وہ عین مدعی ہے یا اسکا لازم ہے اثبات اسکا معارضہ نہیں ہے نظر برین وہ بحث سے خارج ہے اسلئے احوال مقصد یہ ہے کہ جب مستدل اپنی دلیل کی کسی مقدمہ کو مغفری کو یا کبرے کو مدلل کرے تو اس مقدمہ کا نقض معارضہ جائز ہے یعنی اس کے مناد پر دلیل لائی جاوے یا اس کے نقیض پر کوئی برہان تسلیم کی جاوے پہلو کو مناقضہ علی سبیل نقض اور دوسرے کو مناقضہ علی سبیل معارضہ کہتے ہیں اسلئے کہ مناقضہ یعنی منع کے معنی جو مقدمہ کی عدم تسلیم ہے دو نوصورتوں میں پائے جاتے ہیں مثال اسکی یہ ہے کہ کوئی شخص اس دعویٰ کو کہ ہر انسان کا موجود خارجی نہیں باہن دلیل ثابت کرے کہ مفہوم انسان کا کلے ہر اور کوئی کلے موجود خارجی نہیں اور کبریٰ پر یہ

دلیل لاوے کہ اگر کلے موجود خارجی ہو جاوے تو کلی کلی نہیں کی پڑوہ کثیرہ پر محمول نہوگی تو سبیل یہ کہ کہتا ہے کہ کلی طبعی موجود خارجی ہے اگر موجود خارجی نہو تو موجودات خارجیہ کا جزائے یہ ہے کہ موجبہ جزئیہ کہ کلی طبعی موجود خارجی ہے نقیض اس سالبہ کلیہ کی ہے جو دلیل مدعی کا کبریٰ تھا اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ اگر دلیل مدعی کا مقدمہ بین الفساد ہے تو نقض و معارضہ اسکا اس سے پہلے بھی جائز ہے کہ مستدل اسکو مدلل کرے جیسے کوئی ظاہر بین کسی شے کے محسوس ہونیکو باہن دلیل ثابت کرے کہ یہ شے موجود ہے اور ہر موجود محسوس ہے تو اس سے پہلے کہ وہ کبریٰ کو کسی ٹوٹی پھوٹی دلیل سے مدلل کرے یہ نقض وارو کر سکتو ہیں کہ باری تعالیٰ اور بقول فلاسفہ کے مبادی علیہ موجود ہیں اور انہیں سے کوئی محسوس نہیں اور کچھ نقض اس نظر سے منع ہے کہ کبریٰ کی کلیت کی عدم تسلیم پر مشتمل ہے اور باہن نظر نقض ہے کہ مادہ سند کا تحقق ہے اور اسلئے کہا گیا کہ مناقضہ علی سبیل معارضہ اور مناقضہ علی سبیل نقض کی تقریر منع کے پیرایہ بین منہب نہیں کیو اب وہ منع نہیں رہی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس فاسد مقدمہ کو ایک اور سے مقدمہ سے ملاتے ہیں اور جب وہ دونوں کی اجتماع سے کوئی



محال لازم آتا ہے تو لزوم محال کا منشاء فساد اس مقدمہ کا گنا  
جاتا ہے اسلئے کہ کوئی امر صحیح و صادق کسی محال کو مستلزم نہیں ہوتا  
اور حکم کیا جاتا ہے کہ وہی مقدمہ بجائے خود فاسد ہے مثلاً دلیل مذکور  
کی کبری کو اگر اس بچے مقدمہ سے لینے پر محسوس ناوہی ہے ملاوین تو  
یہ لازم آوے گا کہ باری تعالیٰ اور مجردات بھی ناوہی ہیں مگر یہ محال اور  
مقدمہ لازم آیا نہ اس بچے مقدمہ سے تو وہ مقدمہ فاسد ہے  
لہذا مقصد یہ ہے کہ جب مسئلہ کا مقصود استدلال سے ہے  
ہو سکے کہ فریق ثانی کو شک میں ڈالے یا دھوکا دے تو اب نقص  
معارضہ کا وار کرنا مستحسن نہیں اسلئے کہ وہ اپنے بیان کی راست  
درست ہونیکار دعویٰ نہیں کرتا ہاں منع کا وار کرنا مضائقہ نہیں  
کیونکہ منع سے اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ مسئلہ اپنے بیان کو درست  
نکھٹ اور یہ امر اس کے حق میں مضر نہیں اور یہ مسئلہ مناظرہ کی  
بحث میں جب داخل ہو سکتا ہے کہ اظہار صواب کسی فریق کا مقصد  
ہو جیسے کہ بعضوں کا مذہب ہے اور اگر یہ مقصد کیا جائے کہ اظہار  
صواب ہر دو فریق کو مقصود ہو تو کوئی مشککت یا مغالطہ مناظرہ  
نہجما جائیگا جب کہ منوع ثلاثہ منغرض کے خیال میں آجادین تو  
منع کو مقدم رکھے اور معارضہ کو سب سے پیچھے ڈالے اور بعضوں کا

یہ قول ہے کہ نقص کو مقدم کرے اور منع اور نقص دونوں کو معارضہ  
پر مقدم رکھے یہ تقریر معارضہ کا حق یہ ہے کہ وہ پیچھے رہے جیسے  
جب کوئی نام کا مسلمان گئے مروڑی مرغی کی حلت کا قایل ہووے  
اور یہہ دلیل اس پر لاوے کہ گئے مروڑی مرغی طعام اہل کتاب کا  
ہے اور طعام اہل کتاب کا مسلمانوں کے لئے حلال ہے لقولہ تعالیٰ  
و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم تو اب یہاں منوع ثلاثہ لینے  
منع نقص معارضہ تینوں متوجہ ہو سکتے ہیں خواہ منع کو مقدم کریں  
خواہ نقص کو مقدم رکھیں منع کی یہ تقریر ہے کہ دلیل مذکور کی  
کبری کی کلیت مسلمہ نہیں اسلئے کہ خنزیر اس حکم سے مستثنیٰ ہو اور  
کبری جزئیہ شکل اول میں نتج نہیں ہوتا اور نقص کے یہ تقریر  
کہ یہہ دلیل بے بنیاد نہیں جاری ہے اور وہ مسلمانوں پر حرام ہے  
غرض کہ اس مادہ میں حکم و دلیل سے مختلف ہے اور معارضہ کی  
یہہ تقریر ہے کہ گئے مروڑی مرغی حرام ہے اسلئے کہ وہ متحقق  
اور ہر متحقق حرام ہے لقولہ تعالیٰ حرمت علیکم البیتہ والکرم  
والکرم الخنزیرہ والاصل بغیر البیتہ والکرم الخنزیرہ ثلاثہ مذکورہ میں  
بحث کی منحصر ہونے پر یہہ بحث کی گئی ہے کہ کبھی مدعی کی دلیل  
پر یہہ قبح کی جاتے ہی کہ تیری یہہ دلیل تیری دعویٰ کو مستلزم ہے



ہنہن یعنی تقریب نام ہنہن اور یہ جب ہوتا ہے کہ مدعی خاص ہو اور دلیل عام ہو مثلاً کوئی یہ کہے کہ یہ شے انسان ہے اور یہ دلیل اور یہ لاوے کہ یہ حیوان ہے حیوان ہونا انسان ہونے کو مستلزم ہنہن اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ یہ دلیل اور مقدمہ کی محتاج ہے یا اور سکا وہ مقدمہ محض بیکار ہے یا وہ مصداقہ پرستل ہے یعنی دلیل کی صحت خود مدعی کی صحت پر موقوف ہے مثلاً یا صحت دلیل کا لازم منوع ہے یعنی یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دلیل جب پوری ہو تو یوں ہووے اور یوں ہونا مسلم ہنہن غرض کہ کوئی اعتراض ان اعتراضات میں سے نہ منع ہے اور نہ نقض ہے اور نہ معارضہ ہے پہلے اور دوسری اور چوتھی بحث کا یہ جواب ہے کہ اگر یہ اعتراض کسی شاہد صادق کے ساتھ ہو دین تو نقض میں داخل نہیں ورنہ یہ مکابرہ ہے اور مکابرہ غیر مسموع ہے اور منوع ثبات میں حصہ الحاث مسموعہ کا ہے اور تفسیری بحث کا یہ جواب ہے کہ بعض مقدمات کا لغو بیکار ہونا ثبوت مدعی کا سنانی ہنہن صرف اتنی بات ہو کہ استدلال نے ایک امر زائد کو ذکر کیا۔ اور منوع ثلاثہ میں وہ بحث منحصر ہے جو ثبوت مدعی کو سنانی ہووے اور پانچویں بحث کا یہ جواب ہے کہ صحت دلیل کا لازم وہ ہے جو موقوف علیہ لگا

ہے عام اس سے کہ وہ جزو ہو یا شرط ہو اور یہ مقدمات دلیل پر صادق آتا ہے پس اسکا سنانا بعینہ منع اصطلاحی ہے حاصل یہ کہ اعتراضات مذکورہ منوع ثلاثہ سے خارج ہنہن میں خاتمہ مناظرہ کی ساری بحثیں حکم خبری سے متعلق ہوتے ہیں خواہ وہ صریح ہو خواہ وہ ضنی ہو اور اگر یہ بات مافی جاوے کہ حدود میں بدون اعتبار حکم ضنی کے مناظرہ کی بحثیں جاری ہو سکتی ہیں اور ایسی ہی الشائیات اور مفردات میں بدون اعتبار حکم ضنی کی تصحیح نقل کا مانگنا جائز ہے جیسے کہ بعضوں کا مذہب ہے تو مناظرہ کی حد معروف یعنی توجہ کرنا تھا ہر کالبت فی زمین جو مسلم ہے منہدم ہو جاوے گی اور بحث کو قاعدے بلا ضرورت بڑھ جاوے گی۔ اور اصل سبب سے کہ الشائیات منقولہ اور مفردات منقولہ میں حکم ضنی ہوتا ہے مثلاً جب کوئی یہ کہے کہ ہمارے حضرت فریہ فرمایا کہ اپنے لڑکوں کو نماز کے قاعدے سکھائے تو یہاں یہ حکم اعتبار کیا جاوے گا کہ یہ اس حضرت کا قول ہے اور نہ منقولہ میں یہ مانا جاوے گا کہ یہ مفرد اس معنی کے لغو منوع ہے اور اب دونوں صورتوں میں نقل کی تصحیح و کار ہوگی۔ خاتمہ۔ بحث میں جلدی کرنا اچھا ہنہن فریقین کو تامل کرنے میں فائدہ ہے چنانچہ مستدل کا یہ فائدہ ہے کہ وہ دلیل میں گہٹا ٹیڑھاتا ہے



اور نظری مقدمہ پر دلیل اور مخفی مقدمہ پر تنبیہ لائے اور کلام اور کلام  
مناقشہ سے محفوظ رہتا ہے اور سیال کا یہ فائدہ ہے کہ جلدی میں  
اعتراض اور سکا پورا نہیں ہوتا بلکہ کبھی جلدی خرابی کا باعث ہو جاتی ہے  
اور کچھ امر بہت ضروری ہے کہ ہر علم کی بحث میں اس کی مناسب  
کلام کرے مثلاً جب اصول و عقاید میں گفتگو پیش آوے تو قطعی  
دلیل لائی جاوے اس لئے کہ وہاں ظنیات کا کام نہیں علاوہ اس  
مذکورہ کی یہ باتیں بھی ملحوظ رہیں کہ مناظر اپنے کلام میں ایسا  
اختصار کرے کہ مطلب پورا پورا سمجھ میں نہ آوے اور ایسا بھی  
اوسکو نہ پہیلاوے کہ فریق ثانی سنا سنا گہرا جاوے اور ایسے  
لفظ غیر مانوس کو نہ بولے کہ طرف ثانی کو پوچھنے کی ضرورت پڑے  
ایسے کلمہ کو باقرینہ کلام میں نہ لاوے جو دو معنی کا احتمال رکھتا ہو  
اور مناظرہ کی وقت کسی سے کی طرف التفات کرے اور جسکو  
مقصود میں دخل نہ ہو اسے اس سے الگ رہو اور عین مباحثہ  
میں نہ ہنسنے نہ غراے اور شش زبان پر لائے جیسا کہ فی زمانہ بعض  
مباحثوں میں دیکھا گیا اور مباحثہ سے پہلے تہوڑی بہت شیطانی  
کا التزام کرنا یا کرنا مضائقہ نہیں اگرچہ فی الجملہ ضعیف و ناتوانی پر دلالت  
کرتا ہے اور جسکی ہیبت غالب ہووے اور لوگ اس سے ڈرتے

ہوں اس سے بحث نہ کرے جیسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی  
نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی سے عدل کے مسئلہ میں کہیں  
گفتگو نہ کی اور جب کسی نے اسے پوچھا تو اپنے بھی جواب دیا کہ حضرت  
عمر رضی مروہ ہیں اس کے ہیبت غالب آئی اور بقول سعدی  
سرخ - دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمر - طرف مقابل کو حقیر نہ سمجھے  
اور لازم ہے کہ گمبہ نگار نہ بیٹے اور جسکو کھپا پیا سا بھی نہواو  
بھٹ پیٹ بہر بھی نہواو گفتگو کے وقت اوپر اوپر نہ جائے  
اور کسی سے گفتگو میں مدونہ مانگے اور چلا کر گفتگو نہ کرے غرض  
کہ جو باتیں مناظرہ کی مناسب نہ ہوں اسے بچا رہے مگر آج کل کے  
مباحثے جو محض مکاری یا عمارتی ہیں اظہار صواب سے متبر اور  
تحقیق حق سے موافق چنانچہ ان میں بہر فریق کو کچھ منظور ہوتا  
ہے کہ میرا بول بالا ہے اور کہیت اپنے ہاتھ آوے سو یہ مباحثے  
نہیں بلکہ مغن کے پالیان ہیں علاوہ اس کے صراط کی پہلا  
چاہنے والی وہ باتیں اور آتی ہیں جو معرکہ میں کبھی سنے نہیں جاتیں  
لہذا ننگ کہ جب تحریری مباحثے ہوتے ہیں تو تب ہی یہ خاک  
اڑتے ہے مگر اتنی بات ہو کہ کھتم کے آگے بکھم نہیں چلتے پس  
اس زمانہ میں کچھ غلط اولیٰ والنسب ہے ہاں جو لوگ ایسے ہیں کہ وہ



بحث و مباحثہ کی بدولت روٹی کہلاتے اور روپے کھاتے ہیں وہ ٹریڈ  
اور ہنگرٹین اور تقریریں تحریری مباحثے کریں اور کہاویں اور فرے  
اور اوین سب بحث کروں گا۔ میدان ہو وہ فقط اب مصنف کی  
یہ التجا ہے کہ جو کوی اس رسالہ کو پڑھے یا پڑھائے وہ اسکو  
دعائے خیر سے یاد کرے

تمام شد

### سیاس گزاری

یہ نایاب رسالہ ادارہ کو محترم جناب محمد عثمان رضوی صاحب (منتظم: دارالعلم، و  
رکن: انجمن ناشران و تاجران؛ داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور) کے  
ذخیرہ کتب سے دست یاب ہوا اور ان کی فراخ دلی و کتاب پرستی اور علم دوستی کی  
فطری عادت کی بدولت چھپ کر اہل علم و دانش کی دست رس میں آیا ہے۔  
خداوند خیر انھیں اس علمی خدمت پر اجر کبیر عطا فرمائے!



## ”دائر الاسلام“ کی شائع کردہ تراث علمیہ

- 1- اُمّین مع تنقید و تبصرہ - 2- الرشاد - 3- نُزْهَةُ الْمَقَالِ فِي حَيَاةِ الرِّجَالِ  
پروفیسر علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
- 4- شَرْحُ الْمِرْقَاةِ لِشَمْسِ الْعُلَمَاءِ الْمَوْلَوِي مُحَمَّد عَبْد الْحَقِّ الْحَيَّرِ اَبَادِي  
وَيَلِيْلِيْهِ: رسالہ فی الوجُودِ الرَّابِطِی لِلْسَّيِّدِ الْحَكِيْمِ بِرُكَاثِ أَحْمَدِ الشَّوْنِكِي
- 5- ابحاث ضروری: حافظ ولی اللہ اہوری، محشی: مولوی فقیر محمد ہکمی تحقیق: خورشید احمد سعیدی
- 6- الرِّفْضُ الْمَجُودُ (وحدۃ الوجود): علامہ محمد فضل حق خیر آبادی، مترجم: حکیم سید محمود احمد برکاتی
- 7- علامہ فضل حق خیر آبادی - چند عنوانات: خوشتر نورانی
- 8- حیاتِ استاذ العلماء مولانا یار محمد بندیا لوی رحمۃ اللہ علیہ: علامہ غلام رسول سعیدی
- 9- مولود کعبہ کون؟: مولانا قاری محمد لقمان قادری
- 10- مَنْ هُوَ مُعَاوِيَه؟: مولانا قاری محمد لقمان قادری
- 11- الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری رحمۃ اللہ علیہ
- 12- توثیق صاحبین: فیصل خان رضوی
- 13- دفاعِ سیدنا امیر معاویہ: شیخ حیات سندھی، عبد العزیز پرباروی، عبد القادر بدایونی وغیرہم
- 14- افضلیت سیدنا صدیق اکبر پر اجماعِ اُمت: فیصل خان رضوی
- 15- رسائل مولانا خیر الدین خجوری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (والد ابو الکلام آزاد)
- 16- مجلہ ”حجۃ الاسلام“/ علامہ اشرف سیالوی نمبر
- 17- الثَّوْرَةُ الْهِنْدِيَّةُ لِلْإِمَامِ فَضْلِ حَقِّ الْحَيَّرِ اَبَادِي، تَحْقِيقُ: الدُّكْتُورُ قَمْرُ الدِّیْنِ
- 18- مدحتِ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ: فرزدق سیدی، مترجم: مولانا اُسید الحق محمد عاصم قادری
- 19- فکر و نظر کے درپے: ڈاکٹر مولانا غلام زرقانی (ابن علامہ ارشد القادری)
- 20- عقائد نظامیہ: حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی نظامی، مترجم: سید مسلم نظامی
- 21- فیضیہ (فن مناظرہ): ادیب ہند مولانا فیض الحسن سہارن پوری
- 22- کلیاتِ کافی: سلطان نعت گو یاں حضرت مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی زیر طبع